

# ہند امریکی رائے دہندگان

کیٹلن فینرٹی

امریکی صدارتی امیدواروں کی انتخابی مہم میں بزرگ و جوان، سبھی سرگرم۔



**دلپخت** منتخب ہوئے، وہ پہلے ہندوستانی تھے جنہیں یہ اعزاز حاصل ہوا تھا۔ اس کے لئے انہیں امریکی قانون کے کسی ایشیا نژاد کو امریکی شہریت حاصل نہیں ہو سکتی، کے خلاف ایک شدید جنگ لڑنی پڑی تھی۔ اس واقعہ کے بعد ہندوستانی امریکیوں کو سیاست میں ایک مضبوط آواز حاصل ہو گئی۔ حالانکہ ۳۰۰ ملین امریکی شہریوں میں ہندوستانی امریکیوں کی تعداد محض ۲.۵ ملین ہے، پھر بھی ان کے سیاسی رسوخ و اثرات میں اضافہ ہو رہا ہے۔

مین ہٹن کی ایک مخیرہ اور سماجی رکن میراگاندھی کا خیال ہے کہ ہندوستانی کمیونٹی اب اس بات کو سمجھنے لگی ہے کہ اسے سیاسی عمل میں شرکت کرنی چاہیے۔ نیویارک سن سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا، ”ہم ایک نئی اور متمول نسل کے طور پر ابھر رہے ہیں اس لئے ہم اظہار خیال کر رہے ہیں۔ ہمیں احساس ہے کہ ہم کو ملک کی سیاست میں حصہ لینا چاہیے۔ ۲۰۰۷ میں ری پبلکن رکن کانگریس جانی جنڈل لوئیسیانا کے گورنر منتخب ہوئے تھے۔ اسی طرح نیرائنڈن، ڈیوکریٹک صدارتی نامزدگی کی مہم کے دوران سینٹر ہلری کلنٹن کی سینئر مشیر برائے پالیسی سازی رہیں۔ انہوں نے اب بارک اوباما کی خانگی پالیسی ڈائریکٹر کی حیثیت سے ان کی انتخابی مہم کی کمان سنبھال رکھی ہے۔ ہالی ووڈ اداکار کیلیکٹن مودی، جو کیل ہٹن کے نام سے معروف ہیں، اوباما کی مہم کے لئے اپنا فلمی کیریئر داؤں پر لگائے ہوئے ہیں۔

یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے کہ ڈیوکریٹ اورری پبلکن دونوں ہی پارٹیاں ہندوستانی امریکی رائے دہندگان کو رام کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ انڈیا پبلسٹک ایکشن کمیٹی، واشنگٹن ڈی سی میں واقع ایک قومی تنظیم ہے جو دونوں پارٹیوں سے خوشگوار تعلق رکھتی ہے۔ اس کے چیئرمین سنجے سوری کہتے ہیں، ”ہندوستانی امریکی کمیونٹی بہت متمول اور انتہائی تعلیم یافتہ کمیونٹی ہے جو نہایت

**مزید معلومات کے لئے:**

انڈین امریکن فورم برائے پولیٹیکل ایجوکیشن

<http://www.ialpe.org/>

یو ایس انڈیا پولیٹیکل ایکشن کمیٹی

<http://www.usinpac.com/>

میں بااثر ہوں گی۔ امریکی مردم شماری کے مطابق ایشیائی امریکیوں کی نصف آبادی ۲۹ سال سے کم عمر کے نوجوانوں پر مشتمل ہے اور ان میں سے ہندوستانی امریکی سب سے تیز رفتار نشوونما درج کرانے والا نسلی گروہ ہے جس کی سالانہ رفتار افزائش ۱۰.۵ فیصد ہے۔ ۳۰-۱۸ سال کے زمرے میں آنے والے ووٹروں کی تعداد ۵۰ ملین ہو گئی ہے۔ نیشنل پبلک ریڈیو کے سینئر اخباری تجزیہ نگار اور مصر، ڈبیل شو اس امر کو چوکا دینے والا سمجھتے ہیں کہ پہلے کے مقابلے میں نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد نے اس بار ووٹ دینے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ شور کے بقول، ”۲۰۰۸ میں نوجوان ووٹروں کی تعداد، جیسا کہ پرائمری سیزن میں ظاہر ہوئی، ایک اہم حقیقت ہے۔“ ان کے مطابق نوجوان ووٹرز انتخاب میں فیصلہ کن کردار ادا کر سکتے ہیں۔ رائے شماری سے ظاہر ہوا ہے کہ نوجوان امریکی، ری پبلکن پارٹی امیدوار جان میک کین کے مقابلے میں اوباما کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ ہندوستانی امریکیوں نے ری پبلکن امیدواروں پر ہمیشہ ڈیوکریٹ امیدواروں کو ترجیح دی ہے۔ لیکن اب میلان میں تبدیلی آر رہی ہے۔ انڈیا ایمریڈو نے فروری ۲۰۰۸ میں جو رپورٹ شائع کی تھی، اس کے مطابق ہندوستانی امریکیوں کی ۶۰ فیصد تعداد ابھی تک

اوپن: میشل اوپاما شکاگو، ایلی نوائے میں یو ایس انڈیا پولیٹیکل ایکشن کمیٹی کی سربراہی کر کے ساتھ فنڈ اکٹھا کرنے تقریب کے دوران۔ اوپر بائیں: ڈینور، کولوراڈو میں اداکار کال پین (دائیں) ڈیوکریٹک نیشنل کنونشن میں فلور وہپ کے فرائض انجام دیتے ہوئے۔

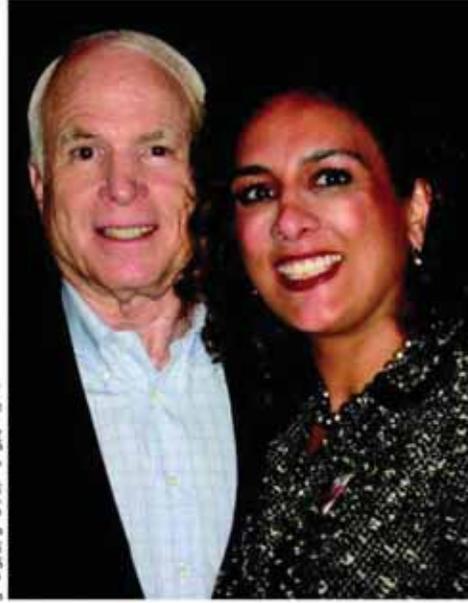
جوش و خروش سے عوامی خدمات اور امریکی سیاسی عمل میں مصروف ہے۔“ اس گروپ کا تخمینہ ہے کہ ہندوستانی امریکی جاری صدارتی مہم میں تقریباً ۲۰ ملین ڈالر کا تعاون دیں گے۔ کئی ہندو امریکی افراد، دونوں بڑی پارٹیوں کے لئے فنڈ جمع کرنے کی کوششوں میں تن من دھن سے منہمک ہیں۔ کیلی فورنیا کی سلیکون ویلی کے تقریباً ۳۰۰،۰۰۰ ہندوستانی امریکیوں نے کلنٹن اور اوباما دونوں کی ہی انتخابی مہموں کی اچھی خاصی مالی معاونت کی ہے۔ سنت چیو، نیویارک میں ہوٹل اور رستوراں چلاتے ہیں۔ انہوں نے ایک ”امیریکنز فور ہلری ۲۰۰۸“ نام کی ایک تنظیم بنائی ہے اور انہیں ہاؤس تک پہنچانے کے لئے لاکھوں ڈالر کا چندہ جمع کیا ہے۔ ڈیوکریٹک نامزدگی کی جنگ جیت جانے پر انہوں نے بارک اوباما کے لئے ۱۰ ملین ڈالر کا فنڈ جمع کرنے کا عہد کیا ہے۔

نقل وطن کی سب سے بڑی لہر ۱۹۶۰ء کی دہائی میں آئی۔ سیاسی طور پر بیدار ہندوستانی امریکیوں کی پہلی نسل کی اولادیں بھی مستقبل

ڈیو کریت ہے جب کہ ۳۰ فیصد ری پبلکن ہو گئے ہیں جو آج تک کا سب سے بڑا تناسب ہے۔ ری پبلکنز اس نسلی گروہ کی حمایت کے متلاشی ہیں۔ روایت پسند سرورزہ نیشنل ری پبلکن کے سینئر ایڈیٹر نے نوڈائنگز نے حال ہی میں اپنے جریدے میں تحریر کیا ہے کہ، ”ہندوستانی امریکی مہم جو، محنتی، جدوجہد کرنے والے، روایات کے پابند، خاندان کے تصور سے گہرے طور پر وابستہ، مذہبی، ماحول میں ڈھل جانے والے اور جب الٹنی کے جذبے سے سرشار ہوتے ہیں۔ اور اس سے بہتر کیا

گریزیاں تھی۔“ میرے خیال میں یہ تبدیلی سنیٹ اور ہاؤس کی مرہون منت ہے جنہوں نے ہندوستانی امریکیوں کی دوسری نسل کو اسی طرح اپنے آغوش میں لے لیا جس طرح انہوں نے دیگر کمیونٹیز کے نوجوانوں کو اپنے جلو میں لے لیا ہے۔ نوجوانوں سے ان کی اپیل حیرت انگیز اثر رکھتی ہے۔“

عہد ہزار سالہ کے وہ نوجوان جن کی عمریں ۳۰ سال سے کم ہیں، تاریخ کی سب سے زیادہ متنوع امریکی نسل ہے جس میں کم و



پیشوا، سنیٹ اور ہاؤس کے لیے ایڈیٹر



پیشوا، سنیٹ اور ہاؤس کے لیے ایڈیٹر

ہوتے ہیں۔ انہیں یقین ہے کہ میک کین عالمی ربط و ضبط کو مزید تقویت بخشنے کے۔ دھون کہتے ہیں، ”میک کین نقل وطن کی پالیسی پر ہمدردانہ رویہ رکھتے ہیں اور وہ عالمی حدت میں اضافے پر اعتدال پسند واقع ہوئے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ آؤٹ سورسنگ، آزاد تجارتی قوتوں کا فطری نتیجہ ہے اور یہ کہ وہ نیوکلیائی معاہدے کی حمایت میں ہش کی پیروی کریں گے۔“

پینسلوانیا یونیورسٹی کے طالب علم راگھون اور ان جیسے متعدد طلبہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر امیدوار کسی نہ کسی مسئلے پر زیادہ وقیع رائے کا حامل ہے۔ وہ عراق مسئلے پر تو اوہاما کو پسند کرتے ہیں لیکن تجارت اور عالمی معیشت پر میک کین کو ترجیح دیتے ہیں۔

ہندوستانی امریکی نوجوان نہ صرف سیاسی افکار و خیالات پر توجہ مرکوز کر رہے ہیں بلکہ وہ عملی طور پر سیاست میں حصہ لے رہے ہیں۔ وہ چننے سے جمع کر رہے ہیں، انتخابی مہموں میں شرکت کر رہے ہیں اور رضا کارانہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ میساچوسٹس کی لٹلس یونیورسٹی میں واقع ”معلوماتی و تحقیقی مرکز برائے مدنی علوم و مصروفیات“ کے اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ نوجوانوں کے درمیان، ایشیائی امریکی طور پر سب سے زیادہ سرگرم نسلی گروہ ہیں۔ ۲۰۰۶ میں، ایک رپورٹ کے مطابق نوجوان ایشیائی امریکیوں کی ۵۴ فیصد تعداد نے رضا کارانہ خدمات انجام دی تھیں۔ مزید یہ کہ ۱۸ سے ۲۹ سالہ ایشیائی امریکی شہریوں کی ایک تہائی آبادی نے ۲۰۰۳ میں حق رائے دہنگی کا استعمال کیا۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ ۱۹۹۲ میں ووٹنگ ڈانامجے گئے تھے۔

سیاسی طور پر بیدار پہلی نسل نے سیاسی عمل میں شرکت کی اہمیت و افادیت سے اپنے بچوں کو آگاہ کر دیا ہے۔ فلوریڈا کانگریس مین گس بلی ریکس کہتے ہیں، ”دنیا میں سب سے بڑی جمہوریت سے متعلق ہونے کی وجہ سے ہندوستانی امریکی جمہوری قدروں کی پاسداری کی ایک طویل تاریخ کے امین ہیں اور اسی لئے وہ اپنے حق رائے دہنگی کی قدروں سے بخوبی واقف ہیں۔“ بلی ریکس، ”ہندوستان اور ہندوستانی امریکیوں سے متعلق کانگریس کا کوس“ اور ”ہاؤس سب کمیٹی برائے مشرق وسطیٰ و جنوبی ایشیاء“ کے رکن ہیں۔ ان کے بقول، ”چنانچہ امریکہ کے آئندہ صدر کے انتخاب میں جب ان کی شمولیت کی بات نکلتی ہے تو ہندوستانی امریکی دو جمہوری وراثتوں کے تناظر میں اپنے حق رائے دہنگی کا استعمال کرتے ہیں۔ ایک تناظر جس کا تعلق ہندوستان کی پشتینی طویل جمہوری قدروں سے ہے اور دوسرے کا تعلق ان کی نئی آمان گاہ امریکہ کی جمہوری طرز حکومت سے ہے۔“

اوپر: میک کین ۱۳ ویں اسمبلی ڈسٹرکٹ سے کیلی فورنیا اسٹیٹ اسمبلی کے لٹری ری پبلکن امیدوار ہر میت ڈھلن کے ساتھ۔ اوپر دائیں: لوئسیانا کے گورنر بای جندل، کینٹو، لوئسیانا میں جان میک کین کیلئے انتخابی مہم چلانے ہوئے۔

بیش ۳۰ فیصد خود کو اقلیت سمجھتے ہیں۔ الاٹنا، جارجیا میں واقع ایوری یونیورسٹی کی ۱۹ سالہ نیشالا ل کتی ہیں، ”اوہاما سے میری وابستگی کا سبب یہ ہے کہ وہ پسماندہ ہیں۔ ان کا تعلق اعلیٰ طبقے کے سفید فام امریکی خاندان سے نہیں ہے، اور چونکہ میں خود اقلیتی فرقے سے تعلق رکھتی ہوں، اس لئے میں ان کی ہر کمند دیکھوں گی۔“

بائیس سالہ ارجن سیٹھ بھی ایوری کے طالب علم ہیں۔ وہ کہتے ہیں، ”اوہاما میک کین کے مقابلے میں زیادہ مقبول و مناسب لگتے ہیں خاص طور پر اس لئے کہ وہ انڈونیشیا میں رہ چکے ہیں اور اس وجہ سے ان سے توقع ہے کہ وہ کسی پالیسی کو نہ صرف امریکی بلکہ عالمی تناظر میں سمجھنے کی کوشش کریں گے۔“

اس کے برعکس کیلی فورنیا کے کیٹرمونٹ میک کینا کالج کے ۲۱ سالہ طالب علم راگھو دھون، میک کین کے زبردست حامی ہیں۔ انہیں عراقی جنگ اور تجارت کے بارے میں تشویش ہے۔ ان کا خیال ہے کہ یہ مسائل، تمام دنیا سے امریکہ کے تعلقات پر اثر انداز

ہو سکتا ہے؟ اور ان کے مسائل بھی محدود چند ہیں۔ وہ تجارت موافق پالیسی، کم ٹیکس اور آزاد تجارت چاہتے ہیں جس میں آؤٹ سورسنگ کا ایک بڑا زور دفاع شامل ہے۔“ نوڈائنگز کے بقول یہ چیزیں ری پبلکن پارٹی کے منشور میں شامل ہیں۔

نریڈر ریڈی، جارجیا میں ری پبلکن پارٹی کے لئے خوب فنڈ جمع کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔ وہ ہندو امریکی فورم برائے سیاسی تعلیم کے صدر بھی ہیں۔ یہ فورم ہندوستانی امریکیوں میں سیاسی بیداری لانے کے لئے کوشاں ہے۔ ریڈی کہتے ہیں، ”گوکہ پہلی نسل کی ۹۵ فیصد تعداد نے متواتر ڈیوکریٹک پارٹی کی حمایت کی ہے لیکن میں دوسری نسل میں ایک واضح تبدیلی دیکھ رہا ہوں۔ اب وہ ری پبلکن پارٹی کو زور لانے پر زیادہ آمادہ و تیار نظر آتے ہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ نئی نسل کی کم از کم ۳۰ فیصد تعداد ری پبلکن پارٹی کو تعاون دے رہی ہے۔ مجھے تو یہ امید ہے کہ دوسری نسل کی تعداد میں اضافہ ہونے کے ساتھ ساتھ، ہندوستانی امریکیوں کے ذریعہ دونوں پارٹیوں کو دی جانے والی حمایت مساوی ہو جائے گی۔“

یو ایس انڈیا پولیٹیکل ایکشن کمیٹی کے پوری کہتے ہیں کہ یہ انتخاب دوسری نسل کو منظر عام پر لے آیا ہے جو ماضی میں اس سے

کیٹلن فیئرٹی نے امریکن سینئر، نئی دہلی میں پبلک انٹرنیشنل شپ کے دوران یہ مضمون قلمبند کیا۔ مضمون کے لئے ریفریج میں اپنی کاپی تجویز مل کا تعاون شامل ہے۔